عمرو عیار: عیاری اور چکمہ بازی میں ماہر کردار کا حقیقت میں بھی کوئی وجود تھا؟

وقار مصطفیٰ

عمرو عیار نام ستا ہی یقیناً آپ کے ذہن میں بھی ان چھوٹے کتابچوں کا خیال آتا ہوگا جو آپ بچپن میں ایک دن نشست میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ علیم الدین احمد اپنی کتاب 'اردو زبان اور فنِ داستان گوئی' میں عمرو عیار کو بھی ایسے یاد کرتے ہیں کہ 'ان کی عجیب و غریب صورت، ان کی بخالت (کنجوسی) اور طمع (لالچ)، ان کا امیر حمزہ اور ان کے فرزندوں سے عشق، ان کا نبی داؤدی، ان کی تحیرت انگیز پرواز، سب چیزیں بس ان ہی کی ذات سے وابستہ ہیں۔' لیکن پھر تیزی سے ڈیجیٹل ہوتی دنیا میں قارئین اور عمرو عیار کی کہانیوں کے درمیان تعلق ٹوٹنا دکھائی دیا۔

چند برس قبل جب فوٹو ایکس نہیں ہوا تھا کہ سماجی رابطے اور منظم، موثر اور فعال ادب کی حیثیت سے خاصا نمایاں سماجی اور سیاسی کردار ادا کیا۔ اختر مسعود رضوی 'مقدمہ طلسم ہوش ربا' میں لکھتے ہیں کہ عیاروں کی جماعت سیاسی انتشار، مالی بدحالی اور سماجی ناانصافیوں کے ردِعمل کے طور پر خود بخود وجود میں آئی تھی۔ 'ان کا ایک کھلا نصب العین تھا کہ اگر مظلوس کو زندہ رہنے کا حق نہیں دے گا تو وہ چھین لیں گے۔ چنانچہ عیار امیروں کے خزانوں پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔'

لیکن یہ عام رہزن نہیں تھے: رضوی کی تحقیق ہے کہ 'ان کا اپنا ایک الگ آئین، اخلاق تھا، قواعد وضوابط، اصول و قوانین تھے جن پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ یوں عوام نہ صرف ان کو برداشت کرتے تھے بلکہ ان کی آؤ بھگت اور دل سے قدر کرتے تھے۔ 'بدامنی میں قوم کے بدلے اہلِ قافلہ کو بہ حفاظت منزل تک پہنچاتے لیکن اگر قافلے والے بدعہدی کرتے تو عیار رشد بھی کرتے۔ بعض عیار اسی طرح بازاروں اور گھروں کا ذمہ لے لیتے جس کے عوض ان کو ضرورت بھر رقم مل جاتی۔' رضوی کے مطابق صمرو شمل ان کی فطرت ثانیہ تھا۔ 'اسی وجہ سے ٹھنڈے دل و دماغ سے نازک صورت حال سے بچ نکلنے کی تدبیر اور اقدامات کر سکتے تھے۔ وشق کے ایک قسام نامی عیار ترقی کرتے کرتے حاکم شہر بن گئے تھے۔ 'غیر معمولی دلاور، شجاع اور مدبر ہوتے تھے۔ ساتھ ساتھ فوں سپہ گری اور سلحہ کے استعمال پر غیر معمولی قدرت رکھتے۔ باہمی تعاون اور اشتراکِ عمل کی زندہ مثال تھے۔' رحم عیاری بڑی تیزی سے عام ہوئی اور اس نے پورے عراق و ایران کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ رضوی کہتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں امین و مامون رشید کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس میں عیاروں نے امین کی طرف سے حصلیا اور سخت بے سروسامانی کے باوجود داد شجاعت دی۔ یہ پہلا موقع تھا جب عیاروں نے کسی بڑی سیاسی جدوجہد میں اجتماعی طور پر اتنا نمایاں حصہ لیا۔ امین کی طرف سے لڑنے والے عیاروں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی اور سارے عیار بغداد سے تعلق رکھتے تھے۔ 'مشرقی ایران میں سیستان کے صوبے میں غربت کے باعث رسمِ عیاری کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ 'عیاروں کی تعداد اس حد تک بڑھ گئی کہ سیستانی اور عیار مترادف الفاظ کے طور پر استعمال ہونے لگے۔'

'عیار بہت منظم تھے: رضوی نے لکھا ہے کہ ہر دس عیاروں کے گروہ کا ایک سرپرست ہوتا تھا جس کو 'عریف' کہتے تھے۔ دس عریفوں کا افسر 'نقیب' کہلاتا اور دس نقیبوں کا سردار 'قائد'۔ دس قائد ایک 'امیر' کے تابع ہوتے۔ ان گروہوں کے افراد کو مختلف رنگوں کے رومالوں سے پہچانا جاتا تھا۔ یہ رومال عیار اپنی گردن میں لپیٹے رہتے۔' تاریخ کے عظیم ترین عیار، یعقوب لیث صفاری قرار پاتے۔ یہ سیستان کے رہنے والے تھے اور مسلم ایران کے پہلے فرماں روا اور فاتح تھے۔ عہد غزنوی کے شاعر فرخی سیستانی بھی عیار تھے۔ 'اس انگلو پیڈیا برٹینیکا کے مطابق یعقوب بن لیث الصفار (پیدائش 840 - وفات 879) صفاری سلطنت کے بانی تھے، جنھوں نے گمنامی سے اٹھ کر موجودہ ایران کے ساتھ ساتھ افغانستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں پر حکمرانی کی۔ ایک موقع پر وہ بغداد پر قبضہ کرنے کے قریب پہنچ گئے تھے جو عباسی خلافت کا صدر مقام تھا۔' تاہم نے کام کی تربیت، جوان کے نام میں صفار کے اضافے کی وجہ بنی، کے بعد یعقوب ایک ذاکو بن کے اور ایک آزاد فوج کو جمع کیا۔ موجودہ افغانستان کے غیر مسلم علاقوں کو فتح کر کے خلیفہ سے عزت پائی۔ اس کے بعد انھوں نے ایک آزاد حکمران کے طور پر کام کرنا شروع کیا، اپنا سکہ تیار کیا اور مشرقی ایران میں، خراسان سے طاہری خاندان کو نکال باہر کیا۔ اس کے بعد یعقوب نے خوارج پسند کرنے والے ایرانی صوبوں فارس اور اہواز پر قبضہ کر لیا۔ سنہ 878 میں بغداد کی جانب پیش قدمی کی لیکن دیر العقول میں خلیفہ المعتمد کی افواج کے ہاتھوں شکست ہوئی۔

'یعقوب ایرانی تاریخ کے ایک مقبول لوک ہیرو بنے۔ دو صدیوں تک عربی رائج رہنے کے بعد ان کے دربار میں فارسی زبان کا احیا ہوا۔ 'یعقوب کے بعد صفاری عیاروں کی حکومت کسی نہ کسی شکل میں جاری رہی یہاں تک کہ تاریخ دان سی ای بوسورتھ کے

مطابق سنہ 1002 میں غزنی کے محمود نے سیستان پر حملہ کیا اور خلف اول کا تختہ الٹ کر صفاری حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن انسائکلو پیڈیا کی تحقیق کے سہ ماہی، غزنوی اور مغول فتوحات کے باوجود صفاریوں نے کم از کم سلہویوں صدی تک وقفے وقفے سے سیستان میں اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ اختر رضوی کہتے ہیں کہ 'عیار مرکب گئے، ان کا نام ونشان بھی مٹ گیا لیکن ایک افسانوی کردار عمرو عیار کے روپ میں رسم عیاری کو لافانی بنا دیا گیا۔'

محمد عیاری کے بانی عمرو عیار: علیم الدین احمد اپنی کتاب 'اردو زبان اور فنِ داستان گوئی' میں لکھتے ہیں کہ محمد عیاری کے بانی اور سردار خواجہ عمرو ہیں۔ 'عموماً ان عیاروں (اور عیاریوں) کی عیاری پر ہم ہنستے ہیں۔ اگر عمرو عیار نہ ہوتے تو پھر (داستان کے ہیرو) امیر حمزہ کی شاندار ملک گیری معلوم!' یہ عمرو اور ان کے شاگرد ہیں جو دشمنوں کے خفیہ جربوں کا پتا لگاتے ہیں، انھیں برباد کرتے ہیں یا انھیں دشمنوں پر پلٹ دیتے ہیں۔ 'عیار ایسے روپ بھر سکتے ہیں جن کا تصور بھی مشکل ہے' لیکن سب سے ممتاز ہستی خواجہ عمرو کی ہے۔' وہ عجب مجموعہ اضداد ہیں، جسمفرہ اور سنجیدگی، بزدلی اور جانبازی، سختی اور نرم دلی، یک وقت ان کی شخصیت میں موجود ہیں۔ سب دوست دشمن ان پر ہنستے ہیں اور وہ 'سہوں کو ہنساتے ہیں اور ہنسنے دیتے ہیں۔ پھر انھیں بے وقوف بنا کر ان پر خندہ زن ہوتے (ہنستے) ہیں۔' کبھی وہ ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ اپنا سارا وقار کھو دیتے ہیں اور کبھی ایسا رعب و دبدبہ، ایسی شان و شوکت دکھاتے ہیں کہ ان کی عظمت دلوں پر نقش ہو جاتی ہے۔'

بچپن میں جب ہم محلے کی لائبریری سے داستان امیر حمزہ کے اس کردار کی کہانیاں پڑھنے کو لیتے تھے تو شاید ہم کبھی یہ نام مع پروپیش اور ڈویل کرنی ادا کرتے ہوں۔ عمرو کا تلفظ 'عُمر' یعنی حرف 'ع' پر پیش نہیں بلکہ زبر ہے اور 'و' ساکن ہے۔ یوں اسے عمرو نہیں 'عُمر' بروزن امر، یا عمر پڑھا جائے گا۔ فلم 'عمرو عیار، ایک نیو بیگنگ' کی ایگزیکٹو پروڈیوسر ہما نمیل بار ہا اس بات سے متفق ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اصل تلفظ عمر ہی ہے لیکن ہم نے اسے بگاڑ کر عمرو کر دیا۔

بزرگوں کے تحفے عمرو عیار کے لیے: جنوبی ایشیائی ثقافت میں، عمرو عیار و حشیانہ طاقت پر عقل کی فتح کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کی کہانیاں کہانی سنانے والوں اور سامعین کی نسلوں کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔ چاہے ایک ہیرو کے طور پر دیکھا جائے، ایک ایشیائی ہیرو کے طور پر، یا ایک شرارتی بدمعاش کے طور پر، روایتی ادب میں وہ ایک محبوب شخصیت ہیں۔ 'بزرگوں دین نے انھیں ایسی ایسی چیزیں دی ہیں جو کسی کو میسر نہیں، زنبیل گیم، عیاری جال الیاسی، منڈھی دابیاں، کمنہ آمشی، دیو یمامہ، اور کھنی نادر چیزیں ان کے قبضہ میں ہیں۔' ان میں زنبیل تو محاورے کا حصہ اور ضرب المثل بنی۔ نقاد، شاعر اور مترجم انیس الرحمان لکھتے ہیں کہ 'زنبیل کا لفظ اجنبی، نوکری، طبیلی اور کاسہ گدائی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔' اس زنبیل میں ایک دنیا آباد تھی، اس میں سات شہر آباد تھے اور سات دریا بہتے تھے۔ عمرو نے عیاری کے زور سے اس زنبیل میں ہزاروں آدمی، کفار و طیالسین، جنات اور ساحروں کو قید کر رکھا تھا۔ اس زنبیل کا حجم اتنا ہی تھا اس میں ہر چیز سما جاتی تھی۔'

یونیورسٹی آف ایڈنبرگ سے منسلک جنفیر ڈبرو 'سپیس فار ڈیتیش' میں لکھتی ہیں عمرو عیار نے ہیرو امیر حمزہ کو انسانی شناخت بخشی اور وہ مثالی اور اخلاقی ہیرو امیر حمزہ کے برعکس دوست اور ہم زاد بنے۔ 'کرداروں کی جوڑی کی شکل میں تشکیل اور استعمال کی داستان کی روایت ہی سے رنج ناتھ سرشار اور اردو کے اولین ناول نگاروں نے استفادہ کیا۔' نقاد شمس الرحمٰن فاروقی نے 'ساحری، شاہی، صاحب قرانی: داستان امیر حمزہ کا مطالعہ' میں بہت عرق ریزی سے عمرو عیار کی شخصیت کے مختلف پہلو دیکھے ہیں۔ ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ 'نوشیرواں نامہ کے بقول عمرو کی ماں سیزمی سے گرتی ہے اور زچگی کے دوران میں ان کی موت ہو جاتی ہے۔ باپ کا نام امیر صمری ہے۔ خواجہ عبدالمطلب ان کا نام اور سارے القاب رکھتے ہیں۔' 'شروع ہی سے فرہبی اور مکار ہیں۔ مختلف زبانیں جانتے ہیں۔ انتہائی کنجوس ہیں۔ خود پر ہنستے ہیں کہ شکل کیا ہے ڈھنگی ہے۔ اپنی بہن کی مالی امداد بھی کرتے ہیں۔ اردوے (مکڑی) حمزہ کے قبہ خانے کے منتظم ہیں۔' داستان گو کا بیان ہے کہ ساری فریب دہی، چکمہ بازی اور شعبدہ بازی کے باوجود عمرو کا دل بہت پاک صاف ہے۔ 'بردہ فروش ہونے کا ڈھونگ رچاتے ہیں لیکن اندر وقوف انگلیزی کے ساتھ کہ گمان ہوتا ہے وہ سچ مچ کے بردہ فروش ہیں۔ وقس انھیں جسمانی اذیت دے کر گانے پر مجبور کرتے ہیں۔ گانے کے ساتھ بتانے کے بھی ماہر ہیں۔' کئی عشق اور کئی شادیاں ہیں۔ کوئی بردہ زیادی ہے، کوئی ساحرہ اور کوئی عیاری۔

شمس الرحمٰن فاروقی کے مطابق 'آئین جنگ یہ ہے کہ عمرو عیار لگیم (کمبل) اوڑھ کر کسی کو قتل نہیں کر سکتے۔ جنگ کرنے کے لیے سوار ہونا نہیں چاہکتے لیکن عیاری کرنے کے لیے ایسی کوئی شرط نہیں۔ جب گرفتار ہو جاتے ہیں تو زنبیل ان کے پاس سے برآمد ہوتی ہے۔' بزرگوں کے مجرمانہ تحفوں کو صرف تحفظ جان کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ عیاروں کا کام فریب سے قتل کرنا ہے لیکن جب فریق مخالف بے ہوش ہو تو اسے قتل نہیں کر سکتے۔'

عمرو کی موت: فاروقی لکھتے ہیں کہ 'عمرو کو بشارت ہے کہ جب تک تین بار اپنی موت کی دعا نہ مانگیں گے انھیں موت نہیں آئے گی۔' عمرو اپنی موت کے لیے دو بار دعا کرتے ہیں، دوسری بار جب ڈاکوؤں پر قابو پا جاتے ہیں اور انھیں کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے (اب وہ شاہ ہیں) پیشگوئی کرتے ہیں کہ اب عمرو کی موت نزدیک ہے۔' عمرو جہاں جہاں جاتے ہیں یہی دیکھتے ہیں کہ قبر کھودی جا رہی ہے اور جب وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی قبر ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ قبر عمرو کے لیے کھودی جا رہی ہے۔ عمرو ہر جگہ سے بھاگتے پھرتے ہیں یہاں تک کہ روم پہنچتے ہیں۔' ایک قبر تیار کھدی ہوئی تیار ہے۔ اس میں قیمتی لعل پڑا ہوا ہے۔ لعل کے لالچ میں عمرو قبر میں اتر جاتے ہیں اور قبر خود بخود بند ہو جاتی ہے۔' ماہر لسانیات، نقاد اور مورخ سمیل بخاری کہتے ہیں کہ عمرو عیار ہماری ہی کمزوریوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔' بزدلی، لالچ، تنگ دلی، لاف زنی، چوری، شاطری، فریب کاری، شرارت ان میں سب کچھ ہے لیکن وہ ہمیشہ کمزوری بھی ہیں ورنہ ہمیں ان سے کوئی دلچسپی نہ رہتی۔ وہ صرف ایک انسان ہیں جو خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔' بلکہ ہم میں سے ایک ہیں، اسی لیے سب کو عزیز ہیں۔ ●●

پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ کی خرابی یا ہڈی کا بڑھنا

لیاقت علی جتوئی

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جہاں بالوں میں سفیدی، چہرے پر جھریاں اور دیگر تبدیلیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں، وہیں کچھ لوگوں کے پاؤں کے انگوٹھے کی ہڈی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے، جسے گنٹھیا کا گھمڑ کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی زبان میں Bunion کہتے ہیں۔ مرد و خواتین دونوں میں ہی خاص طور پر 65 سال کی عمر کے بعد یہ کافی عام ہے۔ اندازے بتاتے ہیں کہ 65 سال تک کی عمر کے چار میں سے ایک اور 65 سال سے زیادہ عمر کے تین میں سے ایک شخص کو یہ طبی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ یہ بچوں میں بھی ہو سکتا ہے، خاص طور پر 10 سے 15 سال کی عمر کی لڑکیوں کے جوڑ پر سامنے آتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب پیر کا انگوٹھا ساتھ والی انگلی کے خلاف اپنے آپ کو ٹھیلتا ہے، جس کی وجہ سے انگوٹھے کا جوڑ وقت کے ساتھ ساتھ دوسری انگلیوں سے دور باہر کی طرف ہو جاتا ہے۔ چونکہ پاؤں کے جوڑ ہمارے جسم کا بہت زیادہ وزن اٹھاتے ہیں خواہ ہم کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا دوڑ رہے ہوں، ایسے میں پاؤں کے انگوٹھے کی بڑھی ہوئی ہڈی بہت تکلیف دہ ہو سکتی ہے۔ اس میں یا تو ہر وقت تکلیف رہتی ہے یا پھر وقفے وقفے سے، خاص طور پر گھٹنوں کی سرگرمی کے بعد جب پیروں پر دباؤ پڑتا ہے۔ درد کے علاوہ، پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ کی خرابی سبب بن سکتی ہے:

اکڑن، والی اور سوجن، جلد کا سخت ہونا (جہاں انگوٹھا اور ساتھ والی انگلی رگڑ کھاتے ہیں یا انگوٹھے کے جوڑ کی نچلی جانب)، انگوٹھے کی محدود حرکت (خاص طور پر اکڑاس میں گٹھیا ہے)، دوسری جانب گاؤٹ (Goul) اس وقت ہوتا ہے جب خون میں یورک ایسڈ کی زیادتی کی وجہ سے جوڑوں اور ٹشوز میں یورک ایسڈ کے کرسٹل بن جاتے ہیں۔ گاؤٹ، پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ سے شروع ہوتا ہے جسے غذائی تبدیلیوں سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

کیا چیز خطرے میں ڈالتی ہے؟: تحقیق سے اب تک یہ حتمی طور پر ثابت نہیں ہو سکا کہ بعض افراد کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی کیوں پیدا ہو جاتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی، لیکن بہت سے عوامل ہیں جو خطرے کو بڑھا سکتے ہیں۔ ان میں شامل ہیں:

پاؤں کی ساخت: پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی موروثی بھی ہو سکتی ہے۔ کچھ لوگوں کو پاؤں کی شکلیں اور میکانکس وراثت میں ملتے ہیں (جیسے کہ ڈھیلے جوڑ اور جوڑنے والے ٹشوز، چپٹے پاؤں اور کم قدم) جو گنٹھا کا خطرہ بڑھا سکتے ہیں۔ خاص طور پر بونڈی کے سخت پٹھوں والے لوگ بھی زیادہ خطرے میں ہوتے ہیں۔

کھلی بیماریاں، دائمی حالات اور چوٹیں: سوزش والی دائمی بیماریاں جو جوڑوں کو متاثر کرتی ہیں (جیسے کہ ریومائیٹز آرتھرائٹس اور اوسٹیو ارتھرائٹس)، گنٹھا کے خطرے کو بڑھا سکتی ہیں جبکہ اعصابی عوارض (جیسے کہ پولیو یا عصعابی ڈسٹروفی) جن میں وہ مسائل شامل ہوتے ہیں کہ کس طرح اعصاب پٹھوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، پاؤں کی چوٹیں بھی اس خطرے کو بڑھا سکتی ہیں۔

حمل: حمل سے وابستہ ہارمونل تبدیلیاں ہڈیوں کو جوڑنے والی رگوں (ligaments) کو ڈھیلا اور پیروں کو چپٹا کر سکتی ہیں، جس سے پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

آپ کا پیشہ: ایسی نوکری کرنا جس کے لیے آپ کو سارا دن اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے یا جس سے پیروں پر اضافی دباؤ پڑتا ہے (جیسے کہ اسٹاد نرس یا سیلز مین وغیرہ)، اس سے گنٹھا کے خطرہ ہو سکتا ہے۔

جوتے/چپل: تحقیق نے اس سوچ کو تبدیل کر دیا ہے کہ آپ جس قسم کے جوتے پہنتے ہیں اس سے پیروں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی پیدا ہوتی ہے (اگرچہ خطرے والے عوامل نہیں ہیں)، لیکن ماہرین اب بھی کہتے ہیں کہ جوتوں کے انتخاب سے گنٹھا کی نشوونما یا خراب ہونے کی رفتار تیز ہو سکتی ہے۔ اونچی ایڑیوں والی سینڈلز یا جوتے (کیونکہ وہ انگوٹھے اور انگلیوں پر اضافی دباؤ ڈالتے ہیں) اور آگے سے تنگ یا نوکیلے انداز والے جوتے پہننا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ عوامل آپ کے خطرے کو بڑھانے کے لیے مجموعی طور پر کام کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، صرف اس وجہ سے کہ آپ اپنی ملازمت میں سارا دن اپنے پیروں پر کھڑے رہتے ہیں، اس کا لازمی مطلب نہیں ہے کہ آپ کو پیروں کا یہ مسئلہ درپیش آئے گا۔ گرجن کے پاؤں چپٹے ہیں، وہ تنگ جوتے پہنتے ہیں، اور پاؤں میں گٹھیا ہے تو ان کے پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

مسئلہ کب بنتا ہے؟: اگر پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی محض ظاہری طور پر چلنے کی کیفیت کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے کوئی تکلیف یا معذوری نہیں ہے تو آپ علاج کے بغیر ہی آرام کر سکتے ہیں۔ لیکن اس حالت پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ خاص طور پر جب پیروں میں درد کا سبب بنتا ہے یا آپ کی روزمرہ سرگرمی کو محدود کرتا ہے کیونکہ علاج نہ کیے جانے والا گنٹھا بڑھ ہو جاتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ پیروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے، جس سے دیگر انگلیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ، پیروں کے نچلے حصے میں کالس، انگوٹھے کے ناخن کا اندر کی طرف بڑھنا یا انگوٹھے کے جوڑ کی نچلی جانب جلد کی تہوں جیسے مسائل بھی کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ مسائل یکجا ہو کر چلنے، ورزش اور معمول کی سرگرمیوں کو مشکل بنا سکتے ہیں۔ اگر پیچیدگیاں کافی شدید ہو جائیں، تو وہ معذوری کا سبب بھی بن سکتی ہیں اور عمر رسیدہ افراد میں بیٹھنے، چلنے اور کھڑے رہنے میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ اس سے منصرف معیار زندگی میں کمی آتی ہے بلکہ دل کی بیماری، ٹائپ 2 ذیابطیس اور موٹاپے جیسے مسائل کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ علاج نہ کیے جانے والے گنٹھے پیروں کی دیگر پیچیدگیاں بھی پیدا کر سکتے ہیں، جیسے

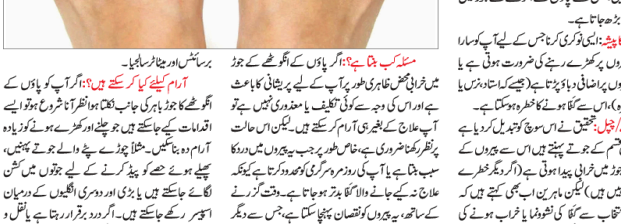

برسائٹس اور میٹا ٹرسالجیا۔

آرام کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟: اگر آپ کو پاؤں کے انگوٹھے کا جوڑ باہر کی جانب نکلتا ہوا نظر آنا شروع ہو تو ایسے اقدامات کیے جا سکتے ہیں جو چلنے اور کھڑے ہونے کو زیادہ آرام دہ بنا سکیں۔ مثلاً چوڑے پٹے والے جوتے پہنیں، پھیلے ہوئے جھے کو پیڈ کرنے کے لیے جوتوں میں کشن لگائے جا سکتے ہیں یا بڑی اور دوسری انگلیوں کے درمیان اسپیسر رکھے جا سکتے ہیں۔ اگر درد برقرار رہتا ہے یا نقل و حرکت محدود ہوتی ہے تو معالج سے مشورہ کریں۔ وہ حالت کو بہتر کرنے کے لیے اضافی طریقے تجویز کر سکتا ہے، جیسے: ☆ پاؤں کے کام کو کنٹرول کرنے میں مدد کے لیے آرتھوٹکس پہننا؛ ☆ پیر کی سیدھ کو بہتر بنانے کے لیے رات کو اسپلنٹ پہننا؛ ☆ سوزش کو کم کرنے کے لیے برف لگانا؛ ☆ پاؤں کے مخصوص پٹھوں کو کھینچنے اور مضبوط کرنے کے لیے فزیکل تھراپی جن میں اسٹرسا ٹائٹ تھراپی شامل ہو سکتی ہے؛ ☆ انسداد سوزش ادویات لینا یا انٹی سوزش انجیکشن لگوانا۔ سنگین صورتوں میں اگر باقی سب کچھ ناکام ہو جاتا ہے، تو ڈاکٹر پاؤں کی سرجری تجویز کر سکتا ہے۔ ●●

جوہری صنعت کے ریاضی دان جنھوں نے بارش سے متاثرہ کرکٹ میچوں کو ہمیشہ کے لیے بدل دیا

پال برنل

بارش سے متاثرہ کرکٹ میچوں کو نتیجہ خیز بنانے والے ریاضی دان فریک ڈک وورتھ 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ برطانیہ کے علاقے لیسٹر میں پیدا ہونے والے فریک 'ڈک وورتھ کیمیکل کمپنی کے موجد ہیں جو اس وقت اڑا کو ہوتا ہے کہ جب محدود اوورز کے میچوں میں بارش کی وجہ سے کھیل متاثر ہو۔ انھوں نے یہ نظام اپنے ساتھی نوٹی لیوس کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔

فریڈ ڈک وورتھ

ڈک وورتھ کی موت کی خبر دیتے ہوئے ان کے ساتھی ریاضی دان راب ایسٹوے نے کہا کہ ڈک وورتھ دوستانہ شخصیت کے حامل تھے۔ اگرچہ کرکٹ کے شائقین اکثر اس سسٹم پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں مگر ڈک وورتھ کو یہ نظام دینے پر کافی فخر تھا۔ ایسٹوے کا کہنا ہے کہ 'کئی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں یہ سمجھ نہیں آتا یا پسند نہیں، لیکن اندر ہی اندر انھیں معلوم ہے کہ یہ بہترین حل ہے۔' ڈک وورتھ نے یونیورسٹی آف لیور پول سے گریجویشن کی اور پوری زندگی جوہری صنعت میں کام کیا۔ وہ ایک میزائر سٹ تھے مگر انھیں احساس ہوا کہ ان میں اعداد و شمار کے ذریعے مدعا معلومات حاصل کرنے کی صلاحیت ہے۔ لہٰذا انھوں نے شماریات پڑھنے کے بعد 1974 میں رائل سٹیٹسٹیکل سوسائٹی میں شمولیت اختیار کر لی۔

1992 میں ایک کانفرنس کے دوران انھوں نے ایک مختصر مقالہ پیش کر کے بارش کی نذر ہونے والے اوورز کے میچوں کو نتیجہ خیز بنانے کا فارمولا پیش کیا۔ یوں وہ ایک اور ریاضی دان یوین سے ملے جنھوں نے تجویز دی کہ مجدد فارمولے کی بنیاد پر دن ڈے میچوں کے سکور کارڈ کا جائزہ لیا جائے۔ سنہ 1992 کے دوران اس فارمولے کی تیاری سے قبل انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے درمیان ورلڈ کپ کا سیمی فائنل کھیلا گیا تھا۔ جنوبی افریقہ کو 13 گیندوں پر 22 رنز درکار تھے کہ بارش کے باعث کھیل رُک گیا۔ کھیل دوبارہ شروع ہوا تو پروٹیا اوورز کی بنیاد پر کیے گئے حساب کتاب نے جنوبی افریقہ کو ایک گیند پر 22 رنز کا ناممکن ہدف دے دیا۔ پرانے نظام میں ہدف کا تعاقب کرنے والی ٹیم کو بارش کی صورت میں کم فائدہ ہوتا تھا۔ 2007 میں ڈک وورتھ نے یاد کیا تھا کہ اس وقت کمنٹیٹر کرسٹوفر مارٹن جنکنز نے ریڈیو پر کہا تھا کہ 'شاید دنیا میں کوئی، کہیں سے بھی ہو تا تو اس سے بہتر حل دے سکتا تھا۔' اس پروٹ وورتھ کا احساس ہوا کہ ریاضی کے اس مسئلے کا حل ریاضی سے ہی نکل سکتا ہے۔ ڈک وورتھ لیوس ہیتھ کو پہلی بار 1997 میں ملائیشیا میں آئی سی سی کی خرابی کے دوران استعمال کیا گیا اور پھر اسے نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، پاکستان، انڈیا اور ویسٹ انڈیز میں لاگو کیا گیا۔ انٹرنیشنل کرکٹ کونسل (آئی سی سی) نے اسے انگلینڈ میں 1999 کے ورلڈ کپ میں اپنایا اور کچھ سال بعد اسے مستقل حل بنا لیا گیا۔ اب اسے ڈک وورتھ لیوس سٹرن ہیتھ کہا جاتا ہے کیونکہ آسٹریلیائے ریاضی دان پروفیسر سٹینلی سٹرن نے اسے 2014 کے بعد جدید دور کے تقاضوں اور ٹی ٹوئنٹی کرکٹ کی روشنی میں اپ ڈیٹ کیا۔

رواں ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کے دوران افغانستان اور بنگلہ دیش کے درمیان بارش سے متاثرہ میچ کے دوران اسی نظام کو استعمال کیا گیا ہے۔

ڈک وورتھ کو اپنی خدمات پر لیونیورسٹی آف ہیتھ نے 2015 میں ڈاکٹریٹ کے اعزاز سے نوازا۔ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ جوہری صنعت کے لیے اتنے ہی اہم تھے جتنے وہ کرکٹ کے لیے ثابت ہوئے۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ 'انھیں شماریات کی اہمیت کا اندازہ تھا۔ انھوں نے اس سے نصرف ری ایکٹرز کو محفوظ بنایا بلکہ عوام کو بھی باور کرایا کہ ری ایکٹرز محفوظ ہیں۔' اس وقت لیبارٹریوں میں ماہر شماریات کام نہیں کرتے تھے تو وہ خود اس کے ماہر بن گئے۔' پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں اور دوسروں کو شماریات کی اہمیت کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد انھوں نے جو کچھ کیا وہ اسی خیال کے گرد ہے۔ ان کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ 'انھوں نے 'کرکٹ کی انتظامیہ کو رضامند کیا کہ شماریات سے مدد لی سکتی ہے۔' ایسٹوے کا کہنا ہے کہ شماریات کے علاوہ وہ ایک صابر شخصیت تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ 'جب 2020 میں ٹوئی لیوس کی موت ہوئی تو انھوں نے فون کر کے مجھے بتایا کہ لوگوں کو لگتا ہے کہ وہ پہلے سے مر چکے تھے۔' لیوس ایک سنجیدہ شخص تھے اور فریڈ بہت مزاحیہ تھے۔ ●●

گوگل کا جی میل اور دیگر سروسز میں جیمنی اے آئی ماڈل متعارف

سرچ انجن گوگل کی جانب سے آرٹیفیشل انٹیلی جنس (اے آئی) ٹیکنالوجی پر مبنی جیمنی سسٹم کو جی میل، گوگل ڈاکس، شیٹس اور سلائیڈز جیسی سروسز کو حصہ بنا دیا گیا۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق جی میل کے لیے اے آئی اسسٹنٹ بھی متعارف کرایا گیا ہے گوگل سرچ کے لیے جیمنائی 1.5 پروماڈل استعمال کیا جائے گا جو سائیڈ پینل میں چھپا ہوگا۔ گوگل کی جانب سے اب بلاگ پوسٹ میں اعلان کیا گیا کہ جیمنائی کو جی میل اور دیگر سرچ کے نئے سائیڈ پینل کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ گیمنی کے مطابق اے آئی ماڈل سے صارفین کو فائی مدد ملے گی۔ یہ سائیڈ سائیڈ پینل بیشتر سرچ میں اور دائیں کونے میں موجود سپارک بٹن پر کلک کرنے پر ابھرے گا اور صارفین جیمنائی سے مختلف سوالات پوچھ سکیں گے۔

بلاگ پوسٹ کے مطابق ایڈیٹ رائیڈ اور آئی او ایس ڈیوائسز کے صارفین جی میل میں اے آئی ٹول کو ای میل تحریر ڈز کے تجزیے کے لیے استعمال کیا جا سکے گا اور سمری میں خصوصی نکات بائی لائٹ کیے جا سکیں گے۔ اس اپ ڈیٹ کا مقصد طویل ای میلز پڑھنے میں ضائع ہونے والے وقت کو بچانا ہے۔ گوگل کے مطابق جیمنائی کو متعارف کرانے کا سلسلہ 25 جون سے شروع ہوا ہے اور یہ بتدریج تمام صارفین کو دستیاب ہوگا۔ ●●

تیز ترین سولر پینل متعارف

برطانیہ کی کمپنی نے سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے کا تیز ترین سولر پینل متعارف کرا دیا۔ رہائشی سائز کے شمسی پینل کو سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے کا نیا عالمی ریکارڈ بنا دیا۔

برطانیہ کی ایک اسٹارٹ اپ کمپنی آکسفورڈ پی وی نے جدید جرمنیئم ٹینڈم سولر سیل متعارف کرائے ہیں جو پیروسکائٹ نامی مجوزاتی مواد کا استعمال کرتے ہیں تاکہ سلیکون سے بنے روایتی سولر پینلز کی کارکردگی کو بہتر کیا جا سکے۔ پیروسکائٹ آن سلیکون ٹینڈم سول